19

اِس دنیا میں توحید کے بعد سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ سچ کو اختیار کیا جائے

ہماری جماعت کے ہر فرد کو یہ عہد کر لینا چاہیے کہ اس نے بہرحال سچ بولنا ہے

(فرمودہ 30 جولائی 1954ء بمقام ناصر آباد سندھ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ مومنوں کو ایک نصیحت فرماتا ہے کہ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ 1 تم راستبازوں کی جماعت میں شامل ہو جاؤ۔ قرآن کریم میں مَعَ کا لفظ "سے" اور "میں" کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ 2 یعنی اے خدا! ہمیں ابرار میں شامل کر کے وفات دیجیو۔ اِس کا یہ مطلب نہیں کہ ابرار مریں تو ہم بھی مر جائیں۔ اِسی طرح كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ کے یہ معنے نہیں کہ خود تو سچ نہ بولو لیکن سچوں کے ساتھ بیٹھا کرو بلکہ اِس کے معنے یہ ہیں کہ سچوں کی جماعت میں شامل ہو جاؤ۔

حقیقت میں توحید کے بعد سب سے بڑی نیکی اور سب سے بڑا مشکل کام جو محسوس دنیا میں انسان کے سامنے پیش آتا ہے وہ سچائی ہی ہے۔ ہزارہا انسان ایسے دیکھے جاتے ہیں

جو رحم کرنے والے بھی ہوتے ہیں، انصاف کرنے والے بھی ہوتے ہیں۔ لیکن جب انہیں گواہی دینی پڑے اور وہ یہ دیکھیں کہ اس کے نتیجہ میں ان کی اپنی ذات کو یا ان کے کسی رشتہ دار یا دوست کو نقصان پہنچے گا تو وہ اس میں کچھ نہ کچھ تبدیلی کر دیں گے۔ اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس کا کچھ نہ کچھ باعث آجکل کی اخلاقی حالت بھی ہے۔ جن لوگوں کے سامنے واقعات بیان کیے جاتے ہیں وہ سچ کی قیمت کو نہیں سمجھتے۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ اس نے جتنا سچ بولا ہے مجبوراً بولا ہے ورنہ اَور سچ بھی اس کے پیچھے ہے۔ مثلاً ایک شخص نے دوسرے کو تھپڑ مار دیا۔ وہ کہتا ہے میں نے تھپڑ اس لیے مارا ہے کہ مجھے اشتعال آ گیا تھا لیکن اب بجائے اِس کے کہ جج اس کی قدر کرے اور کہے کہ اس نے سچ بولا ہے وہ کہتا ہے کہ اس نے ضرور پانچ تھپڑ مارے ہوں گے۔ صرف ایک تھپڑ کا اس نے اقرار کیا ہے۔ غرض جھوٹ دنیا میں اتنا سرایت کر گیا ہے کہ کیا جج اور کیا وکیل اور کیا دوسرے لوگ یہ نہیں سمجھتے کہ کوئی شخص سَو فیصدی بھی سچ بول سکتا ہے۔ چونکہ اُن کا اپنا ماحول ایسا ہوتا ہے کہ اُن کے دوست اور رشتہ دار جھوٹ بولتے ہیں اس لیے اگر ان کے سامنے کوئی سچ بولے تو اس کی قدر نہیں کی جاتی۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جھوٹ لوگ ضرور بولتے ہیں۔ اس لیے اس نے بھی کچھ نہ کچھ جھوٹ ضرور بولا ہوگا۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سچ بولنے والا گھبرا جاتا ہے اور گھبرا کر خود بھی جھوٹ بولنے لگ جاتا ہے۔ لیکن مومن کو یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ اُس کے گِرد وپیش کے لوگ کیا کہتے ہیں بلکہ اُسے یہ دیکھنا چاہیے کہ خدا کیا کہتا ہے۔ آخر ایمان کے کچھ نہ کچھ معنے تو ہونے چاہییں۔ جب ایک شخص ایمان کی وجہ سے ساری دنیا سے لڑائی جھگڑا کرتا ہے، فساد مول لیتا ہے تو اِس کے کچھ معنے تو ہونے چاہییں۔ اور ایمان کے کم سے کم معنے یہ نہیں کہ ایک انسان یہ فیصلہ کرتا ہے کہ اُسے خدا دوسری تمام چیزوں سے مقدم ہے۔ اب جن چیزوں کو وہ مؤخر قرار دیتا ہے اگر اُن کو مقدم کرنے لگ جائے تو اُس کا ایمان کہاں باقی رہتا ہے۔ ایک طرف خدا کہتا ہے کہ سچ بولو اور دوسری طرف اُس کے ساتھی کہتے ہیں کہ جھوٹ بولو۔ چاہے منہ سے کہیں اور چاہیں عمل سے کہیں، دونوں طریق ہوتے ہیں۔ کبھی انسان دوسرے کو کہتا ہے کہ جھوٹ بولو اور کبھی دوسرا جھوٹ بولتا ہے تو اُسے منع نہیں کرتا اور اِس طرح جھوٹ کی تائید کرنے والا بن جاتا ہے۔

بہرحال خدا کا منشا یہ ہے کہ ہم سچ بولیں۔ اب اگر ہم جھوٹ بولیں اور سچائی کو چھپائیں تو ہماری نگاہ میں خدا کی کوئی قدر نہ رہی۔ یا یوں کہو کہ ہم خدا کی بادشاہت کو قائم کرنے کی بجائے شیطان کی بادشاہت کو دنیا میں قائم کرنے والے بن جائیں گے۔ آخر خدا کی بادشاہت اس طرح تو قائم نہیں ہوگی کہ لندن یا پیرس یا واشنگٹن یا نیویارک جیسا مقام آباد کیا جائے گا۔ ایک بہت بڑا تخت بچھایا جائے گا اور پھر ایک بڑا تاج تیار کیا جائے گا جو جواہرات اور ہیروں سے مرصّع ہوگا۔ اور پھر ایک دن مقرر کیا جائے گا جس میں اللہ تعالیٰ آسمان سے اُترے گا، اُسے خلعت پہنایا جائے گا، اُس کے سر پر تاج رکھا جائے گا اور اعلان کیا جائے گا کہ آج خدا کی حکومت دنیا میں قائم ہوگئی ہے۔ ہر عقلمند انسان سمجھ سکتا ہے کہ یہ خدا سے تمسخر ہے۔ اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ اس طرح خدا کی بادشاہت قائم ہوگی تو وہ دین کو کھیل بناتا اور ایک بہت بڑی معصیت کا ارتکاب کرتا ہے۔

ہم جو کہتے ہیں کہ دنیا میں خدا کی بادشاہت قائم ہو تو اِس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ لوگ اس کی باتیں ماننے لگ جائیں۔ جب ہم کہتے ہیں کہ فلاں کی حکومت قائم ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ لوگوں پر اُس کے احکام کی اطاعت فرض ہے۔ اگر لوگ اس کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں تو حکومت کے افسر اور ذمہ دار کارکن اور جج سب اس کے مخالف ہو جاتے ہیں اور اُسے سزا دیتے ہیں۔ جب یہی بات خداتعالیٰ کے متعلق ہو جائے تو اس کے معنے یہ ہوں گے کہ دنیا میں خداتعالیٰ کی بادشاہت قائم ہوگئی ہے۔ جس طرح حکومت کہتی ہے کہ ٹیکس دو اور لوگ ٹیکس دیتے ہیں اور جو لوگ ٹیکس نہیں دیتے وہ پکڑے جاتے ہیں۔ افسرانِ بالا تک رپورٹ کی جاتی ہے کہ فلاں نے ٹیکس نہیں دیا۔ پھر تحصیلدار آتا ہے اور اس پر ٹھپّہ لگ جاتا ہے۔ ٹھپّہ لگنے کے بعد وہ مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہوتا ہے اور وہ اُسے جرمانہ یا قید کی سزا دیتا ہے۔ اِس طرح خداتعالیٰ کی بادشاہت بھی اُسی صورت میں قائم ہوسکتی ہے جب اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت کی جائے۔ اور جو لوگ اُن احکام کی خلاف ورزی کریں اُن کے ہم مخالف ہو جائیں۔ خدا نے کہا ہے کہ سچ بولو۔ اب ہمارا فرض ہے کہ ہم سچ بولیں اور جو شخص نہیں بولتا اُس کے مخالف ہو جائیں اور اُس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیں۔

جب باپ کو سرکاری ہتھکڑی لگ جاتی ہے تو کیا اُس کے بیٹے کو کبھی جرأت ہوتی ہے کہ وہ اُس ہتھکڑی کو اُتار دے؟ یہ جرأت کیوں نہیں ہوتی؟ اس لیے کہ دنیا میں حکومت قائم ہوتی ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ اگر میں نے اس کے احکام میں مداخلت کی تو مجھے سزا دی جائے گی۔ لیکن خدا کے معاملہ میں لوگ بڑے اطمینان سے دوسرے کی تائید کرنے لگ جائیں گے۔ ایک جھوٹ بولے گا تو دوسرا اس کی تائید کرے گا۔ یا قاضی کے سامنے معاملہ جائے گا تو بیٹا کہے گا کہ میرا باپ تو وہاں تھا ہی نہیں۔ وہ تو فلاں جگہ تھا۔ حالانکہ یہ بالکل جھوٹ ہوتا ہے۔ یہ جھوٹ کی تائید اس لیے کی جاتی ہے کہ خدائی ہتھکڑی کا خوف نہیں ہوتا۔ اگر خوف ہوتا تو اس کے احکام کی کیوں اطاعت نہ کی جاتی۔

غرض اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں نصیحت فرماتا ہے کہ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ تم اپنے آپ کو صادقوں اور راستبازوں میں شامل کرو اور ہمیشہ سچ بولو۔ جب یہ روح کسی جماعت میں پیدا ہو جائے اور اِس روح کا پیدا کرنا انسانوں کے اپنے اختیار میں ہے فرشتوں نے یہ چیز پیدا نہیں کرنی تو پھر اُس جماعت کا مقابلہ کرنا آسان نہیں ہوتا۔ اور یہ روح اِسی صورت میں پیدا ہوسکتی ہے جب سچی گواہی دیتے وقت انسان، نہ اپنے باپ سے ڈرے، نہ اپنے بیٹے سے ڈرے، نہ ماں سے ڈرے، نہ بہن سے ڈرے، نہ بھائی سے ڈرے، نہ دوست سے ڈرے اور نہ کسی اَور رشتہ دار سے ڈرے۔ ایک باپ اگر جھوٹ کی جرأت کرتا ہے تو اِسی لیے کہ وہ سمجھتا ہے، میرا بیٹا میری تائید کرے گا یا میری بیوی میری تائید کرے گی۔ لیکن اگر عدالت میں معاملہ پیش ہو اور بیٹا کہے کہ یہ ہیں تو میرے باپ لیکن انہوں نے یہ بات کی ہے۔ بیوی کہے کہ یہ ہیں تو میرے خاوند لیکن انہوں نے یہ بات کی ہے، تو دوسرے ہی دن وہ جھوٹ چھوڑ دے گا۔ وہ اگر جھوٹ بولتا ہے تو اِس لیے کہ اس کے افعال پر پردہ پڑا رہے۔ بھائی اس لیے جھوٹ بولتا ہے کہ دوسرا بھائی اُس کی ہاں میں ہاں ملا دے گا، بیٹا اِس لیے جھوٹ بولتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ میرا باپ میری تائید کرے گا، خاوند اس لیے جھوٹ بولتا ہے کہ سمجھتا ہے کہ میری بیوی میرے عیب کو چُھپا لے گی اور میری تصدیق کرے گی، بیوی اگر جھوٹ بولتی ہے تو اس لیے کہ وہ سمجھتی ہے میرا خاوند میرا ساتھ دے گا۔ لیکن اگر وہ سچے مسلمان ہوں اور کُوْنُوْا

مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کے حکم پر چلنے والے ہوں تو باپ کے خلاف بیٹا گواہی دینے کے لیے کھڑا ہو جائے گا اور خاوند کے خلاف بیوی گواہی دینے کے لیے کھڑی ہو جائے گی اور وہ بالکل گھبرا جائے گا اور کہے گا کہ ایسی حالت میں میرا جھوٹ بولنا بے فائدہ ہے۔ اور اس روح کا اپنے اندر قائم کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔ جب انسان ارادہ کرلے تو پھر وہ بڑے سے بڑا کام بھی کر سکتا ہے۔ بلکہ عورتیں بھی اگر جرأت سے کام لیں تو وہ ایمان کا حیرت انگیز مظاہرہ کرتی ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک دفعہ ایک نوجوان رشتہ کرنے کا خواہشمند تھا۔ اُسے ایک لڑکی اپنے رشتہ کے لیے پسند آئی۔ اس نے لڑکی کے باپ سے جا کر کہا کہ مجھے اَور تو سب باتیں پسند ہیں، لڑکی میں تعلیم بھی ہے، اخلاق بھی ہیں، خاندانی وجاہت بھی ہے، میں صرف اِتنا چاہتا ہوں کہ ایک دفعہ لڑکی کو دیکھ لوں کیونکہ میں نے ساری عمر اس کے ساتھ نباہ کرنا ہے۔ یہ بات سُن کر لڑکی کا باپ خفا ہو گیا اور اُس نے کہا نکل جاؤ میرے گھر سے (پردہ کا حکم اُس وقت نازل ہو چکا تھا)۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس نے تمام واقعہ بیان کیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پردہ کا حکم غیرعورتوں کے لیے ہے۔ شادی کے لیے اگر انسان کسی لڑکی کو دیکھنا چاہے تو دیکھ سکتا ہے کیونکہ اس نے ساری عمر اس کے ساتھ رہنا ہوتا ہے۔ اُس نے لڑکی کے باپ کو جا کر کہہ دیا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی تھی۔ آپؐ نے فرمایا ہے کہ لڑکی دیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ اب چونکہ مسلمانوں میں پردہ کا رواج ہو چکا تھا اس لیے انہیں یہ عجیب بات نظر آتی تھی ورنہ پہلے تو عورتوں کا ناچنا اور گانا بھی اُنہیں بُرا نہیں لگتا تھا۔ بہرحال جب اُس نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکی کو دیکھنے کی اجازت دی ہے تو اُس نے کہا کہ میں ایسا بے غیرت نہیں ہوں کہ اپنی لڑکی تجھے دکھا دوں۔ اندر اُس کی بیٹی بیٹھی ہوئی تھی۔ اُس نے جب یہ سنا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لڑکی کو دیکھ لینا جائز ہے اور اس کا باپ کہتا ہے کہ میں بے غیرت نہیں تو چونکہ اُس کے اندر ایمان تھا اُسے غصہ آیا اور وہ اپنا نقاب اُتار کر ننگے منہ اُس کے سامنے آ گئی اور کہنے لگی میرے باپ کا کیا اختیار ہے؟ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دیکھنا جائز ہے تو یہ کون ہے روکنے والا۔[3]

اس کی اس نیکی کا اُس لڑکے پر اتنا اثر ہوا کہ اس نے اپنا منہ پھیر لیا اور وہ کہنے لگا خدا کی قسم! میں تیرے ساتھ بغیر دیکھے ہی شادی کروں گا۔ جس عورت نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا اتنا احترام کیا ہے کہ اپنے باپ کو اس نے ٹھکرا دیا ہے میں گناہ سمجھتا ہوں کہ اُس کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھوں۔

تو عورتیں بھی ایسا کرتی ہیں۔ صرف ارادہ ہونا چاہیے۔ اگر تم ارادہ کر لو تو تمہارے لیے چھوٹے سے چھوٹے ارادہ سے ہی قوم کی حالت بدل سکتی ہے۔ اگر ہر بچہ، ہر بوڑھا، ہر جوان، ہر مرد اور ہر عورت یہ عہد کر لے کہ میں نے سچ بولنا ہے، چاہے اِس کے نتیجہ میں مَیں کسی مقدمہ میں پھنس جاؤں یا پھانسی پر چڑھ جاؤں تو تھوڑے دنوں میں ہی تم اپنے اندر ایک عظیم الشان تغیر محسوس کرنے لگو گے۔ یہ مت خیال کرو کہ سچ بولنے پر پھانسی ملتی ہے۔ جو شخص سچ بولنے والا ہو وہ ایسے کام ہی نہیں کرتا جن کے نتیجہ میں اُسے پھانسی ملے۔ لیکن جھوٹ بولنے والا سمجھتا ہے کہ اگر میں نے جھوٹ بولا تو شاید بچ جاؤں۔ اس لیے وہ دلیری سے ایسے افعال میں مبتلا ہو جاتا ہے جن کا نتیجہ بعض دفعہ نہایت خطرناک ہوتا ہے۔ اور یا پھر سچ بولنے والا اُس وقت پھانسی چڑھتا ہے جب وہ سمجھتا ہے کہ اب میرا مذہبی فرض ہے کہ میں اپنی جان پیش کر دوں۔ پھر وہ دلیری کے ساتھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے بیشک پھانسی دے دو۔

یاد رکھو! قوم کی عزت کو اونچا کرنا افراد کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور سچ ایسی چیز ہے جس سے قوم کی عزت اور اس کا وقار قائم ہوتا ہے۔ اس میں نہ روپے کا سوال ہوتا ہے نہ علم کا سوال ہوتا ہے، نہ طاقت کا سوال ہوتا ہے، نہ کسی فن کے جاننے کا سوال ہوتا ہے۔ چندے کا سوال آئے تو غریب کہہ دیتے ہیں کہ ہم کہاں سے دیں، جہاد کا سوال آئے تو ناواقف لوگ کہہ سکتے ہیں کہ ہم لڑنا نہیں جانتے، علم کا سوال آئے تو بے علم لوگ کہہ سکتے ہیں کہ ہم کیا خدمت کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ ایسا کام ہے جس میں غریب اور امیر اور چھوٹے اور بڑے کا کوئی امتیاز نہیں۔ دنیا میں کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے سچ بولنا آتا نہیں کیونکہ سچ بولنا سکھایا نہیں جاتا بلکہ جھوٹ بولنا سکھایا جاتا ہے۔ اِس وقت تم مسجد میں بیٹھے ہو اگر تم سے کوئی پوچھے کہ تم فلاں وقت کہاں تھے؟ تو تم فوراً کہہ دو گے کہ ہم مسجد میں بیٹھے تھے۔ لیکن اگر تم

جھوٹ بولنا چاہو تو تم سوچو گے کہ میں کس کا نام لوں اور کہوں کہ میں اُس کے پاس بیٹھا تھا۔ پہلے ایک کا نام تمہارے ذہن میں آئے گا پھر تم کہو گے کہ ممکن ہے وہ انکار کر دے۔ اِس لیے کسی ایسے دوست کا نام لینا چاہیے جو میری تائید کرے۔ لیکن سچ کے لیے تمہیں کسی غور کی ضرورت نہیں ہو گی۔

پس سچ ایسی چیز ہے جو کسی کو سکھایا نہیں جاتا اور قوم کا ہر فرد اس نیکی کو بڑی آسانی کے ساتھ اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے۔ خواہ کوئی کتنا غریب ہو، جاہل ہو، علوم و فنون سے ناواقف ہو وہ سچ بول سکتا ہے۔ اگر کہا جائے کہ نمازیں پڑھو تو بعض لوگ کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں نماز نہیں آتی۔ ہمیں نماز سکھائی جائے۔ اگر کہا جائے کہ زکوٰۃ دو تو بعض لوگ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے پاس مال نہیں۔ اگر کہا جائے کہ دوسروں کو علم پڑھاؤ تو بعض لوگ کہہ سکتے ہیں کہ ہم خود جاہل ہیں ہم کسی کو کیا پڑھائیں۔ اگر کہا جائے کہ لڑائی کے لیے چلو تو بعض لوگ کہہ سکتے ہیں کہ ہم لڑنا نہیں جانتے۔ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ سچ بولو تو کوئی مرد اور کوئی عورت، کوئی بچہ اور کوئی بوڑھا، کوئی جوان اور کوئی اُدھیڑ عمر نہیں کہہ سکتا کہ مجھے سچ بولنا نہیں آتا۔ غرض یہ ایک ایسی چیز ہے کہ اِس سے زیادہ آسان اَور کوئی چیز نہیں۔ مگر قومیں اِس کے لیے تیار نہیں ہوتیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ یورپ اور امریکہ کی قومیں دنیا کی دوسری اقوام سے اِس بارہ میں بہت آگے ہیں۔ ان میں سے اکثر لوگ ذاتی معاملات میں سچ بولتے ہیں۔ گو قومی معاملات میں وہ بھی جھوٹ بول لیتے ہیں اور کوئی کوئی مجرم، ذاتی معاملہ میں بھی جھوٹ بول لیتا ہے لیکن اکثریت سچ پر قائم رہتی ہے۔ اِس کے نتیجہ میں اُن کا رُعب بھی قائم ہے اور اثر بھی ہے۔ لیکن ہمارا رُعب اور اثر نہیں۔ مگر کم سے کم ہماری جماعت کو تو یہ مقام حاصل کرنا چاہیے اور سچ بولنے اور سچ کو قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے''۔

(الفضل 22 فروری 1958ء)

1: التوبۃ: 119

2: آل عمران: 194

3: ابن ماجہ کتاب النکاح باب النظر الی المرأۃ اذا اراد ان یتزوجھا